قراردادِ لاہور اور چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کا میمورنڈم۔ حقائق کیا ہیں؟

(مکرم ڈاکٹر مرزا سلطان احمد صاحب)

بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ملک کے اخبارات اور رسائل میں یا ٹی وی کے چینلز پر کسی موضوع پر بحث شروع ہوتی ہے۔ بحث شدید ہوتی ہے بلکہ ایک دوسرے پر الزامات لگانے کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ بحث بغیر کسی نتیجہ پر پہنچے ختم ہو جاتی ہے اور جب ہم اس ساری بحث کا جائزہ لیتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس موضوع کے بارے میں کسی نے بنیادی حقائق بھی بیان نہیں کیے تھے۔ گویا حقائق کی جگہ جذبات لے لیتے ہیں اور سلجھے انداز میں کسی موضوع کے بارے میں تبادلہ خیالات سے جو فوائد حاصل ہو سکتے ہیں وہ نہیں ہوتے۔

کچھ عرصہ قبل 23 مارچ 1940ء کو منظور ہونے والی قرارداد کے حوالے سے ایسی ہی بحث شروع ہو گئی بلکہ اب تک جاری ہے۔ مختلف اخبارات میں معزز کالم نگاروں اور محققین نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ ساری بحث کا مرکزی نکتہ یہ تھا کہ کیا اس قرارداد کی تیاری میں پاکستان کے پہلے وزیرِ خارجہ چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے کوئی کردار ادا کیا تھا؟ اگر کیا تھا تو اس کردار کی نوعیت کیا تھی؟

اس سلسلہ میں سب سے پہلا مضمون مکرم ڈاکٹر نعمان احمد صاحب کا تھا۔ یہ مضمون 23 مارچ 2017 کے ڈان میں شائع ہوا۔ اس کے ابتدائی جملوں میں انہوں نے تحریر فرمایا

"Sir Zafrullah Khan , a well known figure from Pakistan's history is credited to have drafted the Lahore resolution adopted in March 1940. The text highlights the constitution of Muslim states that shall be independent and sovereign."

ترجمہ: مارچ 1940ء کی قراردادِ لاہور کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ پاکستان کی تاریخ کی معروف شخصیت سر ظفر اللہ نے اسے تحریر کیا تھا۔ اس کا متن اس بات پر زور دیتا ہے کہ ایسی مسلمان ریاستیں وجود میں آئیں گی جو کہ آزاد اور خود مختار ہوں گی۔"

اس کے بعد تمام مضمون اس موضوع پر ہے کہ قائدِ اعظم کی پالیسی کے مطابق پاکستان کو اپنی پالیسیوں کے معاملہ میں مکمل طور پر آزاد ہونا چاہیے اور کسی اور ملک کی مداخلت قبول نہیں کرنی چاہیے۔

اس کے بعد مکرم ڈاکٹر صفدر محمود صاحب کا ایک کالم 31 مارچ 2017ء کو روزنامہ جنگ میں شائع ہوا۔ اس کالم کا عنوان تھا **"یہ بدنیتی ہے یا تحقیق کا فقدان؟"**۔ اس کالم کے آخر میں انہوں نے لکھا

"ایک انگریزی کالم نگار نے تو تحقیق کے فقدان کی حد کر دی اور سر ظفر اللہ خان کو قراردادِ لاہور کا مصنف قرار دے دیا (ڈان 23 مارچ 2017ء ڈاکٹر عثمان احمد) لطف کی بات یہ ہے کہ خود سر ظفر اللہ خان نے اس بات کی وضاحت کی تھی کہ ان کا اس قرارداد سے کوئی تعلق نہیں۔ ڈان 21 دسمبر 1981ء"

خدا جانے یہ تحقیق کا فقدان تھا یا پھر کسی وجہ سے مکرم ڈاکٹر صفدر محمود صاحب اس تحریر کے لیے مناسب تیاری نہیں کر سکے۔ حقیقت یہ ہے کہ 21 دسمبر 1981ء کے ڈان میں اس قسم کا کوئی بیان شائع نہیں ہوا تھا۔ یہ بات قابلِ غور ہے کہ مکرم صفدر محمود صاحب نے اپنی بات کو وزنی بنانے کے لیے اخبار کا حوالہ تو درج کر دیا ہے لیکن انہوں نے چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کی تحریر کی معین عبارت نہیں لکھی کہ چوہدری صاحب نے یہ کہاں لکھا تھا کہ ان کا اس قرارداد سے کوئی تعلق نہیں تھا؟ حقیقت یہ ہے کہ مورخہ 25 دسمبر 1981ء کو روزنامہ ڈان میں ایک خبر شائع ہوئی تھی اور اس کے الفاظ یہ تھے:

"Chaudri Sir Muhammad Zafrullah Khan has denied having ever presented a formula of dividing the sub-continent to the then Viceroy of India ......"

ترجمہ: چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب نے اس بات کی تردید کی کہ انہوں نے کبھی برصغیر کی تقسیم کا فارمولا اس وقت کے وائسرائے کو پیش کیا تھا۔۔۔

اس خبر میں لکھا تھا کہ یہ خبر ایک مقامی اخبار میں شائع ہوئی ہے اور اس اخبار کا نام تک نہیں لکھا گیا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ڈان نے یہ خبر براہ راست حاصل نہیں کی تھی اور نہ ڈان نے اس بارے میں چوہدری صاحب سے کوئی براہِ راست رابطہ کیا تھا۔ اس بحث کا آغاز اس طرح ہوا تھا کہ خان عبد الولی خان صاحب نے لندن میں ایک میمورنڈم دریافت کیا تھا جو کہ قراردادِ لاہور کی منظوری سے کچھ عرصہ پہلے چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے لکھا تھا۔ چوہدری صاحب اس وقت وائسرائے کی کابینہ

میں شامل تھے اور وائسرائے نے اس میمورنڈم کی کاپی قائدِ اعظم کو بھی بھجوائی تھی۔ کچھ عرصہ بعد جب قراردادِ لاہور جسے اب قراردادِ پاکستان بھی کہا جاتا ہے منظور کی گئی تو اس میں پیش کردہ مطالبات چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کے میمورنڈم میں پیش کی جانے والی تجاویز کے مطابق تھے۔ لیکن مکرم صفدر محمود صاحب نے جس بات کا ذکر نہیں کیا وہ یہ ہے کہ اس خبر میں درج دعوے کی تردید پاکستان ٹائمز میں شائع ہوئی تھی۔ چنانچہ جب اس موضوع پر بحث جاری رہی تو 'پاکستان ٹائمز' نے اس میمورنڈم کی نقل حاصل کر کے شائع کی جو کہ چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے قراردادِ لاہور سے قبل اس وقت کے وائسرائے کو لکھا تھا۔ اس میمورنڈم میں ہندوستان کی آزادی اور آئینی مستقبل کے بارے میں مختلف تجاویز کا تجزیہ کیا گیا تھا اور چوہدری صاحب نے ان کے بارے میں اپنی آراء درج کی تھیں۔ اس میمورنڈم میں ایک بات بار بار زور دے کر لکھی گئی تھی اور وہ یہ تھی کہ برصغیر ایک ملک نہیں ہے بلکہ ایک سے زاید ممالک کا مجموعہ ہے۔ جیسا کہ اس میمورنڈم میں لکھا ہے۔

“We have already stated that India is not one country but collection of countries and that the population of India does not consist of one nation but of at least two nations and the only real solution which is likely to bring peace to this distracted country is the acceptance of these facts as a reality.”

(Daily Pakistan Times: January 23 1982)

ترجمہ: ہم پہلے بھی یہ کہہ چکے ہیں کہ ہندوستان ایک ملک پر مشتمل نہیں ہے بلکہ یہ ایک سے زاید ممالک کا مجموعہ ہے۔ اسی طرح اس کی آبادی ایک قوم پر نہیں بلکہ کم از کم دو اقوام پر مشتمل ہے۔ اور اس پریشان حال ملک میں امن کا ایک ہی راستہ ہے اور وہ یہ کہ ان حقائق کو تسلیم کر لیا جائے۔

یہ چند سطریں ہی 25 دسمبر 1981 کے روزنامہ ڈان میں شائع ہونے والی خبر کی تردید کر دیتی ہیں۔ لیکن جب ہم اس سے آگے اس میمورنڈم کو پڑھتے ہیں تو بات بالکل واضح ہو جاتی ہے۔ اس میمورنڈم میں لکھا ہے

“ Briefly the separation scheme is that there should be a north eastern federation consisting of present provinces of Bengal and Assam and a north western federation consisting of the Punjab, Sindh , North-Western frontier province, Baluchistan and the Frontier tribal areas. The rest of India may constitute itself into one federation or into more federations than one, as it suits itself.”

ترجمہ: علیحدگی کی سکیم کا خلاصہ یہ ہے کہ شمال مشرق میں ایک فیڈریشن قائم ہونی چاہیے جو کہ آسام اور بنگال کے موجودہ صوبوں پر مشتمل ہو اور ایک فیڈریشن شمال مغرب میں قائم ہو جو پنجاب، سندھ، شمال مغربی سرحدی صوبہ، بلوچستان اور سرحدی قبائلی علاقوں پر مشتمل ہو۔ باقی ہندوستان ایک یا ایک سے زاید فیڈریشن کی صورت میں قائم ہو۔"

یہ الفاظ بالکل واضح کر دیتے ہیں کہ چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کے میمورنڈم میں برصغیر کی تقسیم کی تجویز پیش کی گئی تھی اور اس کے کچھ ہفتوں کے بعد قراردادِ لاہور میں بھی جو تجویز منظور کی گئی تھی اس میں بھی انہی خطوط پر برصغیر کی تقسیم کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ جس وقت یہ میمورنڈم لکھا گیا اس وقت قراردادِ لاہور منظور نہیں ہوئی تھی۔ ہندوستان کے مسلمانوں کی تقسیمِ ہندوستان کے بارے میں رائے کیا ہو گی اس کے متعلق چوہدری صاحب نے لکھا

“We have no doubt that Muslim opinion throughout India would rally round this scheme and it is likely to prove the only satisfactory solution of this most troublesome question.”

ترجمہ: ہمیں اس بارے میں کوئی شک نہیں کہ پورے ہندوستان کے مسلمانوں کی رائے اس سکیم کے حق میں ہو گی اور بظاہر اس نہایت الجھے ہوئے مسئلہ کا واحد تسلی بخش حل یہی نظر آ رہا ہے۔

اس میمورنڈم میں تین تجاویز کا تجزیہ کیا گیا تھا۔ ایک تو کانگرس کی تجویز تھی کہ ہندوستان کو ایک ملک کی صورت میں آزاد ہونا چاہیے۔ دوسرے چوہدری رحمت علی صاحب کی تجویز تھی جو کہ اس وقت 'پاکستان' سکیم کہلاتی تھی۔ اس سکیم کے مطابق پورے ہندوستان میں مسلمانوں اور ہندوؤں کو نقلِ مکانی کر کے مختلف علاقوں میں منتقل کر دینا چاہیے تھا۔ اور اس کے نتیجہ میں دس بارہ ملکوں نے وجود میں آنا تھا۔ اور تیسری تجویز وہ تھی جس کے مطابق مسلم لیگ نے قراردادِ لاہور منظور کی تھی

اور چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے اپنے اس میمورنڈم میں اسی تجویز کے حق میں رائے دی تھی اور یہ لکھا تھا کہ اس مسئلہ کا یہی ایک تسلی بخش حل ہے۔ اور سات سال بعد پاکستان اسی تجویز کے مطابق آزاد ہوا تھا۔

اب یہ جائزہ لینا ضروری ہے کہ اس میمورنڈم کو کس مقصد کے لیے لکھا گیا تھا؟ جیسا کہ پہلے بیان کیا جاچکا ہے کہ چوہدری ظفر اللہ خان صاحب اس وقت وائسرائے کی کابینہ میں تھے اور یہ میمورنڈم اس وقت کے وائسرائے لارڈ لنلتھگو کے نام لکھا گیا تھا۔ اور روزنامہ ڈان کی 23 جون 1982 کی اشاعت میں ہی لارڈ لنلتھگو کا وہ خط بھی شائع ہوا تھا جو انہوں نے اُس وقت کے وزیرِ ہند کو 12 مارچ 1940ء کو لکھا تھا۔ اس میں وائسرائے ذکر کرتے ہیں کہ انہوں نے کچھ روز قبل چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کا میمورنڈم بھجوایا تھا۔ اور پھر وہ لکھتے ہیں کہ یہ ایک extremer point of view یعنی 'انتہائی نقطہ نظر' ہے اور ابھی انہیں اس کی بعض تفصیلات کے بارے میں چوہدری ظفر اللہ خان صاحب سے بات کرنے کا موقع نہیں ملا۔ البتہ اس میمورنڈم کی کاپیاں جناح (قائدِ اعظم) کو بھجوا دی گئی ہیں۔ پھر وہ لکھتے ہیں

“ That, while he, Zafrullah, cannot of course admit its authorship. His document has been prepared for adaption by the Muslim League with a view it being given the fullest publicity. I cannot claim to absorb it fully, and I would prefer to suspend my comment until later.”

(Daily Pakistan Times: January 23 1982)

ترجمہ: یقیناً ظفر اللہ اس مسودے کو تحریر کرنے کا اعلان نہیں کر سکتے۔ یہ دستاویز انہوں نے اس لیے تیار کی ہے تاکہ اسے مسلم لیگ کے اجلاس میں منظور کیا جائے۔ اور اس کی ہر ممکن تشہیر کی جائے۔ میں ابھی یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ میں نے اسے پوری طرح سمجھ لیا ہے۔ اس لیے میں یہی پسند کروں گا کہ اس پر اپنا تبصرہ بعد میں پیش کروں۔

اور اس کے دو ہفتوں کے بعد انہی خطوط پر قراردادِ لاہور کو مسلم لیگ کے اجلاس میں منظور کر لیا گیا اور یہ قرارداد اب 'قراردادِ پاکستان' کے نام سے یاد کی جاتی ہے۔ لارڈ لنلتھگو کا وزیرِ ہند کے نام یہ خط خفیہ تھا اور جب یہ منظرِ عام پر آیا اس وقت ان دونوں کو اس دنیا سے رخصت ہوئے کئی دہائیاں گذر چکی تھیں۔ اس لیے اس بات کی کوئی وجہ نہیں کہ اس خط کے مندرجات کو

غلط سمجھا جائے۔ ہم نے اصل عبارت درج کر دی ہے تا کہ ہر شخص اپنی آزادانہ رائے قائم کر سکے۔ ان عبارتوں کا سرسری مطالعہ ہی اس بات کو واضح کر دیتا ہے کہ یہ دعویٰ بے بنیاد ہے کہ چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کا اس قرارداد سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ یا چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے تقسیمِ ہند کی کوئی تجویز پیش نہیں کی تھی۔

جب بھی اس موضوع پر یہ بحث شروع ہوتی ہے تو یہ نکتہ ضرور اُٹھایا جاتا ہے کہ اصل میں تو یہ قرارداد مسلم لیگ کی ایک کمیٹی نے لکھی تھی اور سر سکندر حیات نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ یہ قرارداد انہوں نے ڈرافٹ کی تھی اور مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی نے اس میں کئی تبدیلیاں کی تھیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کا اس قرارداد سے کوئی تعلق نہیں۔ مکرم صفدر محمد صاحب نے اپنے اس مضمون میں بھی یہی نکتہ اُٹھایا ہے۔ اس قسم کی بحث کرنے والے یہ بھول جاتے ہیں کہ نہ تو اس قسم کی قراردادیں اچانک وجود میں آتی ہیں اور نہ ہی ایک نیا ملک فقط ایک قرارداد سے دنیا کے نقشے پر نمودار ہوتا ہے۔ ہندوستان کے مسلمانوں کی طرف سے ایک علیحدہ ملک کا مطالبہ ایک طویل سیاسی سفر کے بعد سامنے آنا شروع ہوا اور کئی تلخ تجربات کے نتیجہ میں اس مطالبہ نے مقبولیت حاصل کرنی شروع کی۔ اور جب ہندوستان کی آزادی کا وقت قریب آنا شروع ہوا تو اسے مسلم لیگ کی طرف سے باقاعدہ ایک معین مطالبہ کی صورت میں پیش کیا گیا۔ اور یقیناً یہ قرارداد بھی تیاری کے ایک طویل مراحل سے گذری ہوگی اور اس کمیٹی کے علاوہ اور کئی احباب نے اس کی تیاری میں بڑے خلوص سے حصہ لیا ہو گا۔ جمہوری روایات پر چلنے والی سیاسی جماعتوں میں یہ کام اسی طرح طویل مشوروں کے بعد کیے جاتے ہیں۔ چوہدری ظفر اللہ خان صاحب اس وقت وائسرائے کی کابینہ میں تھے اور مسلم لیگ کے صدر رہ چکے تھے۔ چنانچہ کابینہ کے رکن کی حیثیت سے ان کا فرض تھا کہ وہ مسلم لیگ کا موقف موثر طریق پر حکومتی حلقوں تک پہنچائیں۔ اور چونکہ ان کا ایک طویل سیاسی اور قانونی تجربہ تھا تو اگر مسلم لیگ نے اپنے سابق صدر کے لکھے ہوئے میمورنڈم سے استفادہ کر لیا تو اس میں حیرت کی کیا بات ہے؟ اور یقیناً دیگر قائدین نے بھی اس کی تیاری میں بھرپور حصہ لیا ہو گا۔

ابھی مکرم صفدر محمود صاحب کا یہ کالم شائع ہی ہوا تھا کہ روزنامہ دنیا یکم اپریل 2017 میں مکرم ڈاکٹر مبارک علی صاحب کا ایک کالم "در جواب آں غزل"۔ شائع ہوا۔ اس میں انہوں نے لکھا:

"۔۔انڈیا کے وائسرائے Lord Linlithgo نے یہ قرارداد چوہدری محمد ظفر اللہ سے لکھوائی جنہوں نے اپنا نام ظاہر نہ کرنے کی درخواست کی، بعد میں یہ مسودہ قائدِ اعظم اور برطانوی حکومت کی توثیق کے بعد 23 مارچ 1940 کو مسلم لیگ لاہور میں ہونے والے جلسہ عام میں پیش کیا گیا۔ "

ان سطروں سے یہ تاثر ملتا ہے کہ چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کے میمورنڈم میں پیش کردہ تجاویز دراصل وائسرائے اور برطانوی حکومت کی خواہش اور مرضی کے مطابق تیار کی گئی تھیں اور ان کی آشیرباد سے یہ مطالبات پیش کیے گئے تھے۔ اس میمورنڈم کا سرسری مطالعہ ہی اس مفروضے کو غلط ثابت کر دیتا ہے۔ کیونکہ جیسا کہ ہم حوالہ پیش کر چکے ہیں کہ یہ میمورنڈم لکھ کر قائدِ اعظم، مسلم لیگ اور وزیرِ ہند کے پاس جا چکا تھا اور ابھی وائسرائے نے اس کو پوری طرح سمجھا بھی نہیں تھا۔ اور وہ خود یہ اعتراف کر رہے تھے کہ وہ اس پر ابھی کوئی تبصرہ کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہیں۔ وائسرئے اسے ایک انتہائی نکتہ نظر قرار دے رہے تھے۔ اور اُس وقت خود وائسرائے نے وزیرِ ہند کو لکھا تھا

“I asked him yesterday to put me a little more in the picture..”

（Daily Pakistan Times: January 23 1982）

ترجمہ: میں نے انہیں (یعنی چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کو) کہا ہے کہ مجھے ذرا زیادہ اعتماد میں لیں۔

اس کے علاوہ اس میمورنڈم کے آغاز میں ہی لکھا ہے کہ برطانوی سیاستدان ہندوستان کے حقائق کے بارے میں مکمل طور پر لاعلم ہیں اور یہ بھی لکھا ہے کہ وائسرائے کے ایک بیان کے بعد مسلمانوں کے حالات اور زیادہ خراب ہو گئے ہیں۔ ظاہر ہے کہ برطانوی حکومت خود اپنے پر تنقید کرانے کے لیے میمورنڈم نہیں لکھوا سکتی۔ جب 1982 میں اس موضوع پر بحث شروع ہوئی تو چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کا ایک تفصیلی خط پاکستان ٹائمز میں شائع ہوا تھا۔ اس میں آپ نے وائسرائے کے خط اور اپنے میمورنڈم کے بارے میں لکھا تھا

“A perusal of this letter and a careful perusal of note itself would put it beyond doubt that it was prepared at my own personal initiative and I only was responsible for every part of its contents. Lord Linlithgo had nothing whatever to do with it.”

(Pakistan Times 13 Feb 1982)

ترجمہ: اس خط کا مطالعہ اور اس نوٹ کا بغور مطالعہ اس بات میں کسی شک کی گنجائش نہیں چھوڑتا کہ اسے میں نے خود اپنے طور پر تحریر کیا تھا اور میں خود ہی اس کے ہر حصہ کا ذمہ دار تھا۔ لارڈ لنلتھگو کا اس سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں تھا۔

مورخہ 28 اپریل 2017 کے روزنامہ جنگ میں مکرم ڈاکٹر مبارک صاحب کا ایک کالم شائع ہوا ہے۔ جس میں انہوں نے تحریر فرمایا ہے کہ مکرم پرویز پروازی صاحب کی کتاب Sir Zafrullah’s contribution to the Freedom Movement کے صفحہ 110 پر چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے یہ اعتراف کیا تھا کہ انہوں نے لارڈ لنلتھگو کے ایما پر یہ میمورنڈم شائع کیا تھا جس میں ہندوستان کی تقسیم کی تجویز پیش کی گئی تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ اس صفحہ پر اس قسم کی کوئی بات نہیں لکھی بلکہ اس کے صفحہ 109 پر چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کا یہ بیان درج ہے کہ یہ میمورنڈم انہوں نے خود لکھا تھا۔ اور اس میں درج تجاویز کا لارڈ لنلتھگو سے کوئی تعلق نہیں تھا۔

پاکستان ٹائمز میں شائع ہونے والے جس خط کا ہم نے حوالہ دیا ہے اسی خط میں چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے حوالوں سے ثابت کیا تھا کہ ان کے میمورنڈم میں ہندوستان کو ایک ملک کی صورت میں آزاد کرنے کی بجائے تقسیم کر کے شمال مغرب اور شمال مشرق میں علیحدہ فیڈریشنز کی تجویز دی گئی تھی۔ یہ خط پینتیس سال قبل شائع ہو چکا ہے۔ ہر کوئی خود اس کو پڑھ کر حقیقت جان سکتا ہے۔ ان حوالوں سے مکرم صفدر محمود صاحب اور مکرم ڈاکٹر مبارک صاحب دونوں کی بیان کردہ مذکورہ باتیں غلط ثابت ہو جاتی ہیں۔ اگر متعلق حوالے من و عن شائع کر دیئے جاتے تو کسی غلط فہمی کی گنجائش نہ رہتی۔ 16 اپریل 2017 کے روزنامہ جنگ میں اپنے کالم میں پھر مکرم صفدر محمود صاحب نے اپنے کالم "لا علمی قابلِ معافی ہے لیکن بد نیتی نہیں" میں روزنامہ ڈان کی اسی غلط خبر کا حوالہ پیش کیا جبکہ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان ٹائمز میں شائع ہونے والے میمورنڈم اور چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کے خط سے اس خبر کی مکمل تردید ہو چکی تھی۔ اور اپنے خط میں چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے واضح لکھا تھا کہ انہوں نے ہندوستان کی تقسیم کی تجویز پیش کی تھی۔ ہم یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ مکرم صفدر محمود صاحب یہ نامکمل حقائق پیش کر کے کیا حاصل کرنا چاہتے ہیں؟

ہماری گذارش ہے کہ اس موضوع پر رائے دینے سے قبل ضروری ہے کہ چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کے تحریر کیے گئے میمورنڈم اور اس موضوع پر آپ کے لکھے گئے خط کو بغور پڑھ لیا جائے۔ اور قراردادِ لاہور کی تیاری میں چوہدری ظفر

اللہ خان صاحب نے کلیدی کردار ادا کیا تھا آپ کے میمورنڈم میں مسلم لیگ کے موقف کی بھرپور تائید کی گئی تھی تو اس میں بد حواس ہونے کی کوئی بات نہیں ہے۔ اسے ایک تاریخی حقیقت کے طور پر قبول کر لینا چاہیے۔